مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اچھی ہے۔ حضور کچھ دنوں کے لئے شملہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس بارے میں مفصل اطلاع انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کی جائے گی۔

۳۰ جون بعد از نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں جناب چوہدری فتح محمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "ذکر حبیب" پر دلکش تقریر فرمائی۔

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ کے جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے بھیجے گئے۔

افریقہ میں تبلیغ اسلام

نو مبایعین

پچھلے دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۰ کس جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

سالٹ پانڈ میں قبولیت

سالٹ پانڈ شہر کے وسط میں دو پبلک لیکچر بذریعہ ترجمان دیئے گئے۔ جن کے ذریعہ غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنائے۔ اور بائبل میں سے چند پیشگوئیاں حضورؐ کے متعلق بیان کی گئیں۔ پہلے لیکچر میں حاضرین کی تعداد بہت کم تھی۔ کیونکہ سالٹ پانڈ شروع سے ہی ہمارے عقائد کا سخت مخالف رہا ہے۔ ۱۹۲۱ء سے جبکہ مولانا نیر صاحب یہاں تشریف لائے۔ ہمارے مشن کا مرکز اسی شہر میں رہا۔ مگر بہت کم لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ میں نے اپنا لیکچر وقت مقررہ پر شروع کر دیا۔ دوسرے موقعہ پر بفضلہ کثرت سے لوگ جمع ہو گئے۔ لیکچر کے بعد ایک گھنٹہ تک سوالات ہوتے رہے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ لوگ دلچسپی لے رہے ہیں۔ گولڈ کوسٹ کے شمالی علاقہ سے اوپر صحرائے اعظم شروع ہو جاتا ہے۔ شمالی صوبجات کے دو مسلمان سالٹ پانڈ میں آئے ہوئے تھے۔ اتفاقاً جبکہ میں ہاؤسا لوگوں کے محلے کی طرف بغرض تبلیغ جا رہا تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کی خوشخبری سنائی۔ ایک نے کہا۔ اس نے پچھلے خواب میں دیکھا تھا۔ سو خواب پوری ہو گئی۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس کی کتاب تحقیق الادیان اور برادرم منیر الحصنی کی نداء عام

میں نے پیش کیں - تاکہ اپنے ملک میں جاکر تبلیغ احمدیت کریں۔

ہوسا لوگوں میں تبلیغ

مغربی افریقہ کی تمام قوموں میں سے ہاوسا لوگ ہمارے زیادہ مخالف ہیں - میں ان کے محلے میں گیا - اور امام اور ایک دوسرے مولوی کو تبلیغ کی - شاید پتھر پھٹ جائیں - یا اپنی جگہ سے ہل جائیں اور میٹھے پانی کا کوئی چشمہ پیدا ہو جائے -

فومنیا کے چیف کو تبلیغ

اشانٹی کے علاقہ میں فومنیا ہمارا مرکز ہے - پچھلے ہفتہ میں ایک ضروری کام کے لئے وہاں گیا - راستے میں مانسو مقام پر ایک لیکچر دیا - فومنیا کا چیف ہمارے مشن کا شروع ہی سے ہمدرد ہے - میں نے لیکچر میں ایک خدا کی طرف دعوت دی - تو کہنے لگا - میں تو مسلمان ہونے کو تیار ہوں - مگر میرے اکابرین نہیں مانتے - دعا ہے - کہ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات حل کردے - اور ایمان نصیب کرے - دو پاؤنڈ نذرانہ پیش کیا - جو کہ حسب معمول مشن فنڈ میں داخل کر دیا گیا۔

عربی میں تبلیغ

ان مسلمانوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے بیخبر ہیں عربی ٹریکٹ بھیجے جا رہے ہیں - یہ لوگ انگریزی زبان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اس لئے ان سے عربی میں خط و کتابت شروع کر دی ہے۔

احمدی عورتوں کی لجنہ

سالٹ پانڈ کی احمدی عورتوں کی ایک لجنہ قائم کی گئی ہے - اس وقت تک دو جلسے ہو چکے ہیں - انشاء اللہ اسے قادیان کی لجنہ اماء اللہ سے منسلک کر دیا جائیگا - تمام ممبر عورتیں ان پڑھ ہیں - مسٹر بن یامین کی بیوی پریزیڈنٹ مقرر ہوتی ہیں - جن کا خاوند لجنہ کا تحریری کام کرے گا۔

سیرالیون میں نئے احمدی

برادرم حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے جو لیکچر سیرالیون میں دیئے ان کے نتیجہ میں تین نئے بھائی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے - ان کے خطوط سے اخلاص کی خوشبو ٹپکتی ہے - ان کے نام مع مکمل پتوں کے حضرت صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیئے گئے ہیں - احباب ان مخلصین کی بذریعہ دعا امداد فرمائیں - اللہ تعالےٰ سیرالیون کے مشن کو مضبوط کرے۔ خاکسار نذیر احمد

نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے حقوق کا انگریزی ترجمہ

نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے حقوق کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جو کتاب شائع فرمائی ہے - اس کا انگریزی ترجمہ ایک روپیہ قیمت پر [illegible] حسب ذیل پتہ سے بذریعہ وی پی احباب منگائیں - سیکرٹری احمدیہ [illegible]

اخبار احمدیہ

اطلاع

گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا - کہ اگلے پرچہ میں مقدمہ بلوہ کی مفصل روئداد درج کی جائے گی - لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے درج نہ ہو سکی - انشاء اللہ اگلے پرچہ میں احباب کی نظر سے گذرے گی۔

نظارت امور خارجیہ کا اعلان

میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہمراہ شملہ جا رہا ہوں - لہذا تا اطلاع ثانی تمام ضروری خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے -

ناظر امور خارجیہ - جموں کاسل (Jammu Castle) شملہ

درخواست دعاء

برادرم مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کو درد گردہ سے تکلیف ہے - احباب درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں - خاکسار محمد احسان جڑانوالہ -

اعلانات نکاح

حافظ عبد العلی صاحب بی اے وکیل سرگودھا نے اپنی لڑکی غلام فاطمہ کا نکاح مخدوم بشیر احمد صاحب ساکن بھیرہ کے ساتھ بعوض مہر مبلغ پانسو روپیہ خود پڑھا - خاکسار نذیر احمد احمدی -

حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مسجد محلہ دارالرحمت میں سید عبد السعید ولد سید عبد العزیز صاحب ساکن قصبہ ہنودان کا نکاح مسمات صغریٰ بی بی بنت سید بہادل شاہ صاحب سے بعوض مہر ایک ہزار روپیہ - اور مسمات صالحہ بی بی بنت سید عبد العزیز صاحب کا نکاح سید بشیر احمد ولد سید بہادل شاہ صاحب ساکن شاہپور ضلع جالندھر کے ساتھ بعوض مہر ایک ہزار روپیہ پڑھا -

خاکسار سید وارث شاہ محلہ دارالرحمت قادیان

دعاء مغفرت

اخویم محمد حسین صاحب بٹ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نیروبی ۱۱ جون ۱۹۳۰ء کو بعارضہ نمونیہ وفات پا گئے - آپ نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے - احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں -

مرحوم ایک لڑکی اور چار لڑکے یادگار چھوڑ گئے ہیں -

اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو - خاکسار غلام فرید سیکرٹری تبلیغ نیروبی

رنجھا سلطان خان ساکن پاڑی پورہ ۲۱ جون ۱۹۳۰ء بوقت صبح وفات پا گئے ہیں - احباب دعائے مغفرت کریں - میر غلام رسول احمدی انعام کاٹھ پورہ

الفضل کا ایک سو پرچہ مفت

الفضل کا پرچہ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبہ "تغیر بالرائے" کے متعلق ہے - پیر منظور محمد صاحب کی طرف سے ایک سو مفت تقسیم کیا جائے گا - جہاں جہاں ضرورت ہے - احباب پتے بھجوا دیں - تاکہ پرچہ دفتر سے بھیجا جا سکے۔

منیجر

میں نے قادیان میں کیا دیکھا

گذشتہ ماہ عاجز مع اہلیہ خود وارد دارالامان ہو کر وہاں کے فیوض روحانی سے مشرف ہوا - بندہ جس احمدی سے بھی ملا - اسے نہایت مخلص خلیق اور ملنسار پایا - قادیان کی پاک بستی کے پاک لوگوں کو بڑی عمیق نگہ سے دیکھا - اور واقعی ان کو صحابہ کرام کے نمونہ پر پایا - حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے فیض روحانی کا غیر معمولی اور فوق العادت اثر راقم نے محسوس کیا - اور اب تک اس جگہ آکر بھی محسوس کر رہا ہوں - میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر عرض کرتا ہوں - کہ حضور عالی کی زیارت سے تمام غموم و ہموم کافور ہو جاتے ہیں - اور روحانیت بڑھ جاتی ہے - اس بات کو ہر ایک مخلص احمدی جانتا ہے - میں جب دارالامان میں حضور کی ملاقات سے بہرہ ور ہوا - تو اور ہی حالت ہوئی - لیکن اب اس جگہ وہ لذت نہیں پاتا -

اس پاک بستی میں روحانی فیوض کا سمندر موج زن ہے - لیکن روحانی نابینائی والے اسے ہرگز نہیں دیکھ سکتے - جن لوگوں کو واقعی روحانیت کی ضرورت ہے - وہ ضرور اس پاک بستی میں جائیں - اور روح و راستی سے فیضیاب ہوں۔

یہ دیکھ کر میرا دل بہت ہی محظوظ ہوا - کہ کس نظم و نسق و سرگرمی سے وہاں اشاعت اسلام کا کام ہو رہا ہے - اور کس طرح ہر فرد اپنی ذمہ واری محسوس کر رہا - اور اپنے کام میں ہمہ تن منہمک ہے - ان تمام سرگرمیوں کا باعث حضرت امام جماعت احمدیہ کا وجود باجود ہے - جن کی روحانی توجہ سے یہ تمام نظام چل رہا ہے -

میں خود اس نتیجہ پر پہنچا ہوں - اور میرا ایمان ہے - کہ اس وقت سب سے مقدس انسان دنیا میں حضور ہی ہیں -

خاکسار کا دل نہیں چاہتا تھا - کہ واپس آؤں - لیکن بوجہ ملازمت بادل ناخواستہ مجبوراً دارالامان سے جدا ہونا پڑا - اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجا ہے - کہ وہ خاص مہربانی مجھ عاجز پر فرمائے - اور قادیان کی پاک بستی میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی توفیق بخشے -

خاکسار خواجہ محمد شریف احمدی - کالوخان ضلع پشاور -

ضروری گذارش

اہل علم اصحاب الفضل کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کے لئے اگر تجاویز ارسال فرمائیں - تو ان پر خاص طور سے غور کیا جائیگا - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲ قادیان دارالامان مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

شُدھی سبھا کا اسلام پر تازہ حملہ

کیا مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہونگے

وہ "بھارتیہ ہندو شدھی سبھا" کا جنم آج سے چند سال قبل اس وقت ہوا تھا جب ہندو مسلم اتحاد عروج پر سمجھا جاتا تھا۔ جب ہندو مسلمان اکٹھے کھاتے پیتے تھے۔ جب مسلمان اپنے آپ کو ہندوؤں کے حوالے کرکے ان کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر رہے تھے اور ان کی خاطر ہر طرح کے جانی اور مالی نقصانات اٹھا رہے تھے۔

ان حالات میں اس شخص کے ذریعہ شدھی سبھا کا جنم ہوا تھا۔ جسے مسلمانوں نے اپنا بہت بڑا خیرخواہ اور ہمدرد سمجھ کر دہلی کی شاہی جامع مسجد کے ممبر پر لیکچر دینے کی عزت دی تھی۔ یعنی شردھانند آنجہانی۔ وہی شدھی سبھا اب پھر نیا جنم لے رہی ہے۔ جبکہ ہندو مسلمانوں کے خیرخواہ بن کر انہیں ملکی شورش میں مبتلا کرکے۔ اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرکے شدھی کا چکر چلانے کا بہترین موقعہ تصور کر رہے ہیں۔ اور سوراج حاصل کرنے کے لئے اسے بطور بنیاد قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ دہلی کے رسالہ شدھی سماچار (۵ اجون) میں بھارت شدھی سبھا کے جنرل سیکرٹری نے "شدھی اور سوراج" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں جہاں شدھی کی گذشتہ تحریک کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔ کہ "ہندو جنتا نے شدھی کی اصل شکل کو سمجھا۔ اور ہندوستان کے ایک گوشہ سے لے کر دوسرے گوشہ تک ہندوؤں نے اسے اپنایا۔ اور اس میں عملی حصہ لیا"۔ وہاں انہی لوگوں کو یہ تلقین کی ہے۔ کہ

موجودہ سوراجیہ کی تحریک کے ساتھ ساتھ پڑوسی بھائیوں کو ہندوستانی تہذیب کا پوجاری۔ خود ہندوستانی رسم و رواج کا فرمانبردار بنانے کی کوشش برابر جاری رکھنی چاہیئے۔ اور جب تک کہ ہم پڑوسیوں کے دل میں یہ خیال نقش نہ کردیں۔ کہ ہم مادر وطن کے فرزند ہیں ہندوستانی تہذیب ہماری تہذیب ہے۔ ہندوستان کو آزاد کرانا ہمارا پیدائشی حق ہے۔ یہ خیال پیدا نہ کردیں۔ تب تک ہندوستانی آزادی میں پڑوسی بھائی پورا ساتھ نہ دے سکیں گے۔ یہ بالکل خواب خیال ہے"۔

اس امر کی اور زیادہ واضح الفاظ میں تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اگر اصل میں آپ پڑوسی بھائیوں کو اس جنگ کی کامیابی کے لئے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور سوراجیہ حاصل کرکے اسے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تو برطانوی حکومت سے حقوق کی حفاظت کے لئے ستیہ گرہ کرنے کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے دل سے مدینہ وغیرہ کا خراب خواب دور کرکے ان کے اندر ہندوستانیت کا خیال پیدا کرنا چاہیئے۔ اور سچے ہندوستانی ہونے کا خیال اس وقت تک پیدا کرنا ناممکن ہے۔ جب تک ان کو پرانی ہندوستانی تہذیب کا سچا جاننے والا نہ بنالیا جائے۔ شدھی اس تہذیب کو پورا کرنیوالی اکسیر ہے۔ اس لئے ہم سوراجیہ کی لڑائی کے ساتھ اس مذہبی تحریک شدھی کو بھی جاری رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ہر ایک سے امید رکھتے ہیں کہ وہ شدھی کو کامیاب بنانے کے لئے بھارتیہ شدھی سبھا کی ہر طرح سے مدد کرنے میں ساتھ دے"۔

وہ ہندو جنہوں نے پہلی دفعہ شدھی میں ہر طرح مدد دی۔ اور ہندوستان کے ایک گوشہ سے لے کر دوسرے گوشہ تک کے ہندوؤں نے اس میں عملی حصہ لیا۔ وہ اب بھی کمی نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ لوگ جو سیاسی لیڈر کہلاتے ہیں۔ کھلم کھلا طور پر سامنے نہ آئیں۔ تو بھی پہلے کی طرح خفیہ طور پر ہر قسم کی امداد دے سکتے ہیں۔ اور خاصکر روپیہ جس قدر خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔ وہ مہیا کرسکتے ہیں۔ اور شدھی والوں کے پاس غریب اور قلاش مسلمان کہلانے والوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان اب بھی پہلے کی طرح ہی غفلت میں پڑے رہیں گے اور ہندوؤں کو اجازت دے دینگے۔ کہ کئی ہزار ملکانوں کی طرح وہ اس دوسرے حملہ میں کئی ہزار اور مسلمان کہلانے والوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرادیں۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ ہندوؤں کا یہ دوسرا حملہ پہلے حملہ سے بہت زیادہ خطرناک ہوگا۔ وہ پہلے سے زیادہ ساز و سامان کے ساتھ تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہیں عوام اور جہال کو مرعوب کرنے کا یہ نیا ہتھیار ہاتھ آیا ہے۔ کہ گورنمنٹ بھی ان کے مقابلہ میں کچھ نہیں کرسکتی۔ اور وہ اپنی حکومت قائم کر رہے ہیں۔ یہ بہت ہی خطرناک ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ غفلت اور مدہوشی کو خیرباد کہیں۔ اور دیکھیں۔ کہ ہندو کس طرح سوراجیہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا دین اور ایمان بھی حاصل کرلینے کے انتظامات کر رہے ہیں۔ لیکن اگر مسلمان ہوش میں نہ آئے۔ انہوں نے اپنا اور اپنے بھائیوں کا ایمان بچانے کی کوئی بھی کوشش نہ کی۔ اور آنکھیں بند کرکے ان لوگوں کے پیچھے چلتے رہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سوراجیہ کے حصول میں لگ جانا چاہیئے۔ اور ہندوؤں کے احکامات سے سر مو تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔ تو وہ دیکھیں گے۔ کہ سوراجیہ حاصل ہونے سے قبل مسلمان یا تو شدھی کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ یا اس قدر ادنیٰ اور ذلیل حالت میں ہوں گے۔ کہ ہندوستان میں ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا۔

کیا مسلمان دیکھتے نہیں۔ کہ اس وقت جبکہ ہندوؤں کو گورنمنٹ کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کی امداد کی بے حد ضرورت ہے۔ اس وقت بھی وہ مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ایک لفظ بھی زبان پر لانے کے لئے تیار نہیں۔ اور صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ سوراجیہ سے قبل کوئی بات نہ کرنی چاہیئے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہ کہ ہندو سمجھتے ہیں۔ سوراجیہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا بھی خاتمہ کردیا جائیگا۔ اور جب سوراجیہ حاصل ہوجائیگا۔ تو نہ مسلمان اپنے حقوق طلب کرنے کے قابل رہیں گے۔ اور نہ انہیں کچھ دینے کی ضرورت ہوگی۔ اسی وجہ سے شدھی کی تحریک کو نئے سرے سے زندہ کیا جارہا ہے۔ شدھی سبھا کے جنرل سیکرٹری نے مسلمانوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے۔ اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ یا تو دوسری نقصان دہ تحریکوں سے علیحدہ ہوکر اس شان کے ساتھ یہ الٹی میٹم منظور کریں۔ کہ ہندوؤں کو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ اور یا غفلت اور لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے اپنا دین و ایمان ان کے حوالے کرکے ان کے غلام بن جائیں۔

ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی رواداری

ہندو قوم کے متعدد افراد نے مسلمانوں کی عزیز ترین متاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جسے وہ دنیا کی ہر چیز سے قیمتی سمجھتے ہیں۔ نہایت ہی ناپاک۔ دلآزار اور اشتعال انگیز حملے کئے۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ ہندوؤں کی شرافت اور رواداری سے پرزور الفاظ میں اپیل کی مگر ان میں سے کسی کو توفیق نہ ہوئی۔ کہ اس فتنہ انگیزی کے خلاف آواز اٹھاتا۔

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی رواداری کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ کسی جگہ اگر مسلمانوں کی طرف سے معمولی سی زیادتی بھی ہوئی۔ تو ان کے خلاف اظہار نفرت کیا گیا۔ اس کی ایک تازہ مثال اخبار "پرکاش" ۱۵ جون سے پیش کی جاتی ہے۔ لائل پور سے کوئی اخبار "طوفان" شائع ہوتا ہے جس کی ایک گذشتہ اشاعت میں ہندو مستورات کے متعلق پایۂ تہذیب سے گرا ہوا مضمون شائع ہوا۔ "پرکاش" کا بیان ہے۔ کہ

"لائلپور کے مسلمانوں نے اپنے ایک جلسۂ عام میں اس مضمون سے بے تعلقی کا اظہار کر کے قرار دیا۔ کہ یہ اخبار کسی حالت میں بھی مسلمانوں کا نمائندہ نہیں۔ اس بدنام چیتھڑے کے متعلق صاف طور پر کہا گیا۔ کہ یہ شخص چند پیسوں کی خاطر اسلام کو بدنام کر رہا ہے۔ مسلم جلسہ نے ایک ریزولیوشن میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا۔ کہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے"۔

یہ ہے مسلمانوں کی رواداری۔ کہ ہندو مستورات کے خلاف بعض نازیبا کلمات تحریر کرنے کی وجہ سے۔ اپنے ایک اخبار کے خلاف اس قدر پرزور احتجاج کیا۔ لیکن ہندوؤں نے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پاک کے خلاف بیہودہ سرائی کرنے والے ہندوؤں کے متعلق بھی اظہار نفرت نہ کیا۔ بلکہ ان کی ہر طرح مدد کرتے رہے۔

انسانی جان کی قربانی اور حضرت یسوع مسیح

کرسچین مشنری سوسائٹی کا ایک ہفتہ وار اخبار "ایپی فینی" کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس نے ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ بعض اقوام میں انسانی قربانی ایک عبادت تصور کی جاتی تھی۔ اور شاید اب بھی کسی جگہ سمجھی جاتی ہو۔ لیکن یہ حرکت حد درجہ اخلاق سوز لغو اور بے حد ظالمانہ ہے۔

اس پر رسالہ ریویو آف ریلیجنز لنڈن بابت مئی ۱۹۳۰ء نے نہایت خوب لکھا ہے۔ کہ اگر یہ فعل واقعی اس قدر مذموم اور قابل نفرت ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ خالق حقیقی نے یسوع مسیح سے اس قسم کی قربانی لے کر اپنی شان کو بٹہ لگایا ہو۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کا نجات دہندہ اور شفیع (یسوع مسیح) ایسی حرکت کے ارتکاب پر آمادہ ہو گیا۔ تعجب ہے۔ فانی انسان تو اپنی محدود روحانیت اور بصیرت کے باوجود یہ معلوم کرنے کے قابل ہو گیا۔ کہ انسانی جان کا اتلاف حد درجہ مذموم اور قابل نفرین فعل ہے۔ لیکن خدا اور وہ انسان جو دنیا کو گناہ کی آلائش سے پاک کرنے کے لئے اس کی طرف سے مبعوث کیا گیا۔ اس بات کو نہ سمجھ سکے۔ اور انہوں نے مل کر اس حرکت کا ارتکاب کیا۔

پنڈت دھرم بھکشو کی موت

پنڈت دھرم بھکشو مشہور بدزبان آریہ پرچارک کی موت ۲۰ جون لکھنؤ میں بعارضہ ہیضہ واقع ہوئی۔ لیکن آریوں نے نامعلوم کس مصلحت سے اس کی وقت پر اشاعت نہ کی۔ "پرکاش" (۲۹ جون) کا بیان ہے۔ کہ "لکھنؤ سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے دفتر میں ان کی موت کی خبر بذریعہ تار آئی"۔ لیکن باوجود اس کے پنجاب میں سب سے پہلے یہ خبر "الفضل" میں شائع ہوئی۔ اور آریہ اخبارات نے کئی دن بعد اس کا اعلان کیا۔ اور وہ بھی سرسری طور پر۔ دھرم بھکشو کو لیکھرام ثانی بننے کا بڑا شوق تھا۔ اور اس کے لئے اس نے لیکھرام کی طرح اسلام کے خلاف بدزبانی کرنے میں پورا زور لگایا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ آریہ سماج میں وہ کچھ وقار نہ حاصل کر سکا۔ اور اس آرزو میں بھی اسے ناکام و نامراد رہنا پڑا۔ آخر "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کے نام سے اس نے بیہودہ گوئی اور بدزبانی کو انتہا تک پہنچا کر اپنا جام عمر لبریز کر لیا۔ اور وہ وقت آ گیا جبکہ اسے مہلت کا ایک لمحہ بھی باقی نہ رہ گیا۔ اور ہیضہ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

ہمیں اس کے اس طرح خائب و خاسر اور کس مپرسی کی عبرتناک موت مرنے کا افسوس ہے۔ کاش وہ دنیا سے اس طرح اٹھ جانے کے اسباب خود نہ مہیا کرتا۔

ہندوستان کی غلامی کا باعث ہندو ہیں

ایک ہندو مضمون نویس اخبار "سٹیٹسمین" کلکتہ میں لکھتا ہے۔

"اس زمانہ کے بڑے بڑے ہندو........ مسلمانوں کے ظلم سے نجات حاصل کرنے کی کوئی صورت نہ دیکھکر عملاً اس پر مجبور ہو گئے۔ کہ ملک لارڈ کلائیو کے حوالہ کر دیں۔........ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کی حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لئے مظلوم ہندوؤں کو سخت ترین بے چینی تھی۔ جس نے اس آسانی کے ساتھ ملک کے اندر برطانوی حکومت کے قیام میں مدد دی۔ اور یہ موالات ہی تھی۔ جس نے اس آسانی کے ساتھ ملک کے اندر برطانوی حکومت کے قیام میں مدد دی"۔ (بحوالہ الامان ۱۹ جون)

مسلمانوں نے ہندوؤں پر مظالم کئے یا نہیں۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی میں دینے والے ہندو ہی تھے۔ اب سوال صرف یہ ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کے مظالم سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کو ہندوؤں نے ہندوستان پر قابض کرایا تھا۔ تو کیا اب انگریزوں کی حکومت کو ظالمانہ اور شیطانی قرار دینا۔ اور اسے تہ و بالا کرنے کے لئے سازشیں کرنا ہندوؤں کی احسان فراموشی کی بیّن مثال نہیں۔ کیا جس طاقت نے آڑے وقت میں ان کی امداد کی۔ اور انہیں خوفناک مظالم سے بچایا۔ آرام حاصل ہونے اور ذرا ہوش آنے پر اسی کے خلاف شورش بپا کرنا شرافت کی دلیل ہے؟

مسلمان بزازوں پر کانگرس کی سختی

معاصر "سیاست" (۲۹ جون) کے نامہ نگار نے واقعات کی رو سے ہندو مسلمان بزازان لاہور کے نام اور اعداد پیش کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ مسلمان بزازوں پر ہندوؤں کی نسبت کانگرس کی طرف سے بے حد تشدد اور سختی کی جا رہی ہے۔ ہندو بزاز نہ صرف پہلا ولائتی مال آزادی کے ساتھ فروخت کر رہے ہیں۔ بلکہ تازہ تازہ مال بھی منگوا رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو سابقہ مال فروخت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور ان کی دوکانوں پر پہرہ لگا دیا جاتا ہے۔

مسلمان جو پہلے ہی تجارت میں بہت پسماندہ ہیں۔ کانگرس کے اس تشدد سے اور بھی زیادہ نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانگرس اس کے لئے پوری سعی سے کام لے رہی ہے۔ گذشتہ تحریک میں ہندوؤں نے اگر مسلمانوں کے کالجوں اور سکولوں کو تباہ کیا تھا۔ تو اب ان کی رہی سہی تجارت کو برباد کر رہے ہیں۔ اور جب مطلع صاف ہو گا۔ تو ہندو تو ویسے کے ویسے ہی ہوں گے۔ مگر مسلمان دست تاسف ملتے ہوں گے۔ اگر مسلمانوں میں تنظیم ہو۔ تو ممکن نہیں۔ کہ کانگرس اس طرح ان کے لئے سامان بربادی مہیا کر سکے۔ اور ان کی دوکانوں پر پہرے لگا سکے۔ نامعلوم اس سے زیادہ نازک وقت کب آئے گا۔ جب مسلمان تنظیم کی طرف متوجہ ہونگے۔

کیا گناہ مرغوب چیز ہے

اسلام نے دنیا کے روحانی ارتقا کے لئے قرآن مجید میں یہ زریں اصول پیش کیا ہے۔ کہ گناہ ایک زہر ہے۔ جو روحانیت کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو۔ گناہوں سے بچو۔ مگر افسوس! آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ گناہ کو لذیذ اور دلپسند چیز قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ "اہل مشرق" رقمطراز ہے:-

"گناہ سے زیادہ لذیذ و دلپسند اس دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ دنیا کی رونق اور زینت گناہوں سے ہے۔ اور تمام رنگینیاں ادب اور موسیقی گناہوں سے ہیں۔ جو لوگ گنہگاروں کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ وہ اچھا نہیں کرتے"۔ (۱۶ مئی)

کیا اب بھی کسی روحانی مصلح کی ضرورت نہیں ہے؟

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر بالرائے کے متعلق انتباہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف تفسیر کرنیکے خطرناک نتائج

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ر جون ۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں
ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔ واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃٍ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون۔ ثم تولیتم من بعد ذالک۔ فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخٰسرین۔

پھر فرمایا۔ مجھے پچھلے دو ہفتوں میں متعدد دوستوں کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ قادیان کے

ایک درس قرآن میں

بعض ایسے معانی بیان کئے گئے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعلیم اور سلسلہ کے اس عام دستور کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت قرآن کریم کی تفسیر میں ہم نے قائم اور جاری کیا ہوا ہے۔ خلاف تھے۔ مجھے بتایا گیا۔ کہ درس دینے والے صاحب نے یہ بات بیان کی ہے۔ کہ قرآن کریم میں حضرت موسٰے علیہ السلام کا جو پتھر سے پانی نکالنے کا معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ فی الواقع ایک ایسے پتھر سے جس کا زمین سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ اسے انہوں نے اُٹھایا ہوا تھا۔ سونٹا مار کر بارہ چشمے جاری کر دیئے۔ اور ورفعنا فوقکم الطور کے یہ معنے ہیں۔ کہ طور پہاڑ اُٹھا کر اُن کے سروں پر معلق کر دیا گیا۔ کہ مانو ورنہ ابھی پہاڑ گرا کر تمہیں ہلاک کر دیا جائیگا۔ اگر میرے سامنے اس کے متعلق متعدد گواہیاں پیش نہ ہوتیں۔ تو میں یہی خیال کرتا۔ کہ یہ بات غلط طور پر ان کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ لیکن کئی ذرائع سے یہ بات معلوم ہونے کے بعد میں نے پھر بعض سے خود دریافت کیا۔ جن میں سے بعض باہر سے آئے ہوئے مہمان تھے۔ اور بعض قادیان کے علماء۔ سب نے مجھے یہی بتایا۔ کہ یہ بات درست ہے۔ مَیں نے ایک صاحب سے یہ سوال بھی کیا۔ کہ کیا اُس وقت کوئی شخص نہ بولا۔ کہ ایسے معنے کرنا ہمارے طریق تفسیر اور تعلیم کے خلاف ہے۔ انہوں نے جواب میں جو بات کہی۔ وہ اچھی طرح میری سمجھ میں نہ آئی۔ اور خود بیان کرنے والے کو بھی شُبہ تھا۔ کہ شاید اس طرح یا اور کسی طرح وہ بات ہوئی۔ اس لئے میں اسے تو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ لیکن بہرحال انہوں نے کہا۔ ایک دوست نے جب کہا۔ کہ یہ معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمودہ تفسیر کے خلاف ہیں۔ تو درس دینے والے صاحب نے جواباً کہا۔ میں یہاں اپنے معنے بیان کرنے آیا ہوں۔ نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اس میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آنے پر اشارتاً بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ بیان کرنیوالے دوست کو خود بھی اس کے متعلق شُبہ تھا۔ وہ کہتے تھے۔ اچھی طرح یاد نہیں۔ اس لئے مَیں اس حصہ کے متعلق تو اگر راوی کو شُبہ نہ بھی ہوتا۔ تو بھی اسے

قابل تحقیقات

سمجھکر چھوڑ دیتا۔ اور صرف اس حصہ کو لیتا۔ جو یقینی طور پر مختلف گواہیوں کے ذریعہ جو تواتر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ معلوم ہو چکا ہے۔ اگر کسی ایسی آیت کے ایسے معنے اپنے خیال کے مطابق بیان کئے جاتے جو ہمارے سلسلہ کی روایات اور تعلیم پر اثر نہ ڈالنے والے ہوتے۔ تو بھی مَیں اسے چھوڑ دیتا۔ لیکن بیان کردہ معنوں کا سلسلہ کی روایات سے اتنا تعلق ہے کہ میں انہیں رد کئے بغیر چھوڑ نہیں سکتا۔ ایسے معنے کرنے سے وہ اصول جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام عمر پیش کرتے رہے۔ اور وہ کوشش جو اسے منوانے کے لئے ہم پچاس سال سے کر رہے ہیں۔ سب پر پانی پھر جاتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ

اجتہاد اعلےٰ درجہ کی چیز ہے

اور اسی سے دنیا ترقی کرتی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں۔ کہ اگر اس طرح ہوتا۔ کہ کوئی شخص تمام دنیا کو اپنے خیالات کے مطابق کر سکتا۔ اور کسی کو خلاف نہ رہنے دیتا۔ اول تو یہ بات ناممکن ہے۔ کہ تمام دنیا کی زبانوں اور دلوں پر کلیتہً کوئی قابو پالے۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے۔ کہ کوئی شخص تمام دنیا کی زبانوں۔ دلوں۔ گفتگوؤں اور عقائد کو اپنے جیسا بنالے۔ تو لازماً ترقیات رُک جائینگی۔ اور دنیا بجائے ترقی کرنے کے تنزل کی طرف جانے لگے گی۔ لیکن اس حقیقت کو جاننے کے باوجود پھر بھی میں یہی کہوں گا۔ کہ

ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے

بعض اختلاف فروعات کے متعلق ہوتے ہیں۔ جنہیں نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بظاہر تو فروع نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا بُرا اثر جڑ پر پڑتا ہے۔ مثلاً پہاڑ کو اُٹھا کر سروں پر معلق رکھدینے کے مسئلہ کو ہی لے لو۔ قطع نظر اس سے کہ قرآن کریم کا استدلال اسے غلط ثابت کرتا ہے۔ یا تاریخ اسے غلط قرار دیتی ہے۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ قرآن کریم یا تاریخ میں اس کے خلاف کوئی بات نہیں۔ تو بھی ان معنوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر ایسے معجزات کو ماننے کا دروازہ کھولدیا جائے۔ تو اس کے دو خطرناک نتائج نکلینگے۔ اوّل

سلسلہ پر سخت زد

پڑیگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مولوی

ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں۔ کہ جس طرح کے معجزات سابقہ انبیاءؑ سے ظاہر ہوئے تھے۔ آپ ویسے نہیں دکھا سکتے۔ یہ بھی کوئی معجزہ ہے۔ کہ کسی بیمار کے لئے دعا کی۔ تو وہ اچھا ہوگیا۔ یا یہ کہدیا۔ کہ طاعون آئے گی۔ لیکن میرا گھر اس سے محفوظ رہے گا۔ معجزہ تو یہ ہے۔ کہ پہاڑ کو چوٹی سے پکڑ کر اُٹھا لیا۔ اور لوگوں کے سروں پر معلق کر دیا۔ کہ ماننا ہے تو مانو۔ ورنہ ابھی پہاڑ گرا کر تمہیں تباہ کر دیا جائیگا۔ اسی طرح یہ کیا معجزہ ہے۔ کہ کسی کے لئے دعا کی۔ اور اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگیا۔ معجزہ یہ ہے۔ کہ مُٹھی میں مٹی لی۔ اور زور سے پھینکا۔ تو اس سے چڑیاں چُوں چُوں کرتی ہوئی اُڑ گئیں۔ غرض مولوی اعتراض کرتے تھے۔ کہ تم دعوے تو مسیح موعود ہونیکا کرتے ہو۔ لیکن معجزات اس قسم کے نہیں دکھاتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف یہہ

بہت بڑا فتنہ

تھا۔ اور آپؑ ساری عمر اس کے دُور کرنے میں لگے رہے رات دن آپؑ کا یہی وعظ تھا۔ کہ ایسے بیان کرنے والے غلطی پر ہیں۔ ہمارے کانوں میں ابھی تک وہ الفاظ گونج رہے ہیں۔ اور وہ لہجہ جو آپؑ کی گفتگو کا تھا۔ وہ اب بھی ہمارے

قلوب کو متحرک

کر رہا ہے۔ اور ہمارے چھوٹے اور بڑے جنہیں آپؑ کی مجالس میں بیٹھنے کا فخر حاصل ہے۔ انہیں یہ باتیں اچھی طرح یاد ہیں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ واقعہ میں پہاڑ اٹھا کر سروں پر معلق کر دیا گیا تھا۔ یا یہ کہ جیب میں ایک پتھر رکھا تھا۔ جہاں گئے۔ اس پر سوٹا مارا۔ اور جھٹ اس سے چشمے پھوٹ پڑے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات کی اس کے مقابل میں کچھ قدر نہیں رہتی۔ بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ فائدہ کے لحاظ سے آپ کے معجزات پھر بھی بہت بڑے ہوئے ثابت ہونگے۔ مگر عام لوگ تو یہی کہیں گے۔ ہم تمہارے فائدہ کو کیا کریں۔ جیسے نمایاں معجزات وہ ہیں۔ ویسے تمہارے نہیں۔ جو مزا پتھر کو سوٹا مار کر چشمے جاری کر دینے میں آسکتا ہے۔ وہ یہاں نہیں۔ اتفاق سے تو ہزاروں گھر ایسے نکل سکتے ہیں۔ کہ جن میں طاعون نہ آئی۔ اور وہ محفوظ رہے۔ مگر اس میں اتفاق کا کوئی دخل نہیں کہ جیب سے پتھر نکالا۔ اور سوٹا مار کر چشمے جاری کر دیئے۔ یہ تو اتفاقاً ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی بیمار دعا سے اچھا ہو جائے۔ لیکن پہاڑ کو اُٹھا کر سر پر رکھ دینے میں کوئی اتفاق کا دخل نہیں۔ تو اس میں کیا شک ہے۔ کہ وہ معجزات اگر فی الواقع اسی طرح ظاہر ہوئے ہوتے۔ تو نشان کے لحاظ سے وہ بہت نمایاں ہوتے۔ اور پھر اس صورت میں تو کسی شخص کو انکار کی جرأت ہی نہ ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

معجزات پر بحث

کرتے ہوئے اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپؑ نصرت الحق میں فرماتے ہیں۔

"درحقیقت معجزات کی مثال ایسی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی۔ جس کے کسی حصہ میں کچھ بادل بھی ہو۔ مگر وہ شخص جو شب کور ہو۔ جو رات کو کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اس کے لئے یہ چاندنی کچھ بھی مفید نہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کبھی ہؤا۔ کہ اس دنیا کے معجزات اسی رنگ سے ظاہر ہوں۔ جس رنگ سے قیامت میں ظہور ہوگا۔ مثلاً دو تین سو مُردے زندہ ہو جائیں۔ اور بہشتی پھل ان کے پاس ہوں اور دوزخ کی آگ کی چنگاریاں بھی پاس رکھتے ہوں۔ اور شہر بہ شہر دورہ کریں۔ اور ایک نبی کی سچائی پر جو قوم کے درمیان ہو گواہی دیں۔ اور لوگ ان کو شناخت کر لیں۔ کہ درحقیقت یہ لوگ مر چکے تھے۔ اور اب زندہ ہوگئے ہیں۔ اور وعظوں اور لیکچروں سے شور مچا دیں۔ کہ درحقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ سچا ہے۔ سو یاد رہے۔ کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ اور نہ آیندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہونگے۔ اور جو شخص دعوے کرتا ہے۔ کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے۔ اور اس کو سنت اللہ کا علم نہیں۔ اگر ایسے معجزات ظاہر ہوتے۔ تو دنیا دنیا نہ رہتی۔ اور تمام پردے کھل جاتے اور ایمان لانے کا ایک ذرہ بھی ثواب باقی نہ رہتا۔" صفحہ ۳۲

غرض یہہ

قصے کہانیاں

ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور کبھی ایسا نہیں ہؤا۔ کہ خدا تعالےٰ نے پہاڑ کو اُٹھا کر لوگوں کے سروں پر رکھدیا ہو۔ اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر مُردہ کے زندہ کرنے سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ اگر ڈلہوزی کا پہاڑ معہ مکانات اور انگریزوں کے بنگلوں اور تمام دوسرے مکانات اور سامانوں کے اُٹھا کر سر پر اس لئے رکھدیا جا سکتا ہے۔ کہ ابھی مانو۔ وگرنہ گرا دیا جائیگا۔ تو کیوں مُردہ زندہ نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ باتیں قطعی طور پر اسلام اور احمدیت کے خلاف ہیں۔ اور

احمدیت کی جڑ پر تبر

کا حکم رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ معجزات تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ان سے انکار کر دیا۔ اور اگر ہم قرآن سے ایسے معنے کرینگے۔ تو دشمن کو یہ کہنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ قرآن سے تو ایسے معجزات خود ان کے نزدیک بھی ثابت ہیں۔ مرزا صاحب نے صرف اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے ان سے انکار کیا۔ پھر جماعت کے بعض لوگ جن کا علم وسیع نہیں سمجھینگے۔ کہ یہ ٹھیک ہے۔ جو پیغامی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ کیونکہ نبی تو ایسے معجزات دکھاتے ہیں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں دکھائے۔ کچھ تو اس ابتلا میں پڑ جائیں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے۔ اور جو نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان میں سے کئی آپؑ کے معجزات کو بیان کرنے میں

مبالغہ آرائی

شروع کر دینگے۔ اور آہستہ آہستہ وہ معجزات وہی رنگ اختیار کر لینگے۔ جو پہلے انبیاء کے معجزوں کو دیدیا گیا ہے۔ اور بوجہ جھُوٹ ہونے کے

خدا تعالےٰ کے نزدیک لعنت

کا باعث بن جائیں گے۔

بعض کمزور طبع لوگ

دوسروں سے متاثر ہو کر ایسا کر لیتے ہیں۔ میں جب حج کے لئے گیا۔ تو میرے ساتھ ایک صاحب اور تھے۔ انہوں نے جہاز میں ایک عرب کو تبلیغ شروع کی۔ میں الگ بیٹھا ہؤا قادیان خط لکھ رہا تھا۔ اس عرب نے دریافت کیا۔ کیا مرزا صاحب نے کوئی معجزہ بھی دکھایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں بہت معجزے دکھائے ہیں۔ اس نے کہا۔ کوئی معجزہ بیان کرو۔ اب انہوں نے

لیکھرام والا معجزہ

بیان کرنا شروع کیا۔ اور ایسی طرح بیان کیا۔ کہ وہ بالکل ایک نئی بات بن گئی۔ انہوں نے کہا۔ ایک شخص بُت پرست تھا۔ اس نے حضرت مرزا صاحب سے مقابلہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہہ شخص فلاں سال فلاں مہینے۔ فلاں دن اور ٹھیک اتنے بجے قتل کر دیا جائیگا۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے جو اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔ تو میں خط لکھنا چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہوگیا۔ انہوں نے کہا۔ مقررہ دن ہزارہا ہندو اس کے مکان کے اردگرد اکٹھے ہوگئے۔ اور تمام دروازوں کو اندر باہر سے تالے لگا دیئے۔ اور چاروں طرف ہزاروں پہرے دار بٹھا دیئے گئے۔ لیکن جب وہ مقررہ وقت آیا۔ تو اس نے یہ لکھنے کے لئے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی ہے۔ کاغذ اور قلم و دوات اُٹھائی۔ عین اسی وقت یکایک چھت پھٹی اور آسمان سے ایک فرشتہ اترا جس نے آن واحد میں اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ اس کا یہ کہنا تھا۔ کہ عرب

کانپ اٹھا۔ اور اس کے منہ سے بے ساختہ سبحان اللہ نکلا میں سمجھ رہا تھا۔ کہ وہ خیال کر رہا ہے۔ اگر میں نے اس معجزہ کا انکار کیا۔ تو ابھی دوسرا فرشتہ میرا گلا دبانے کے لئے آسمان سے اتر رہا ہوگا۔ تو ان باتوں کا یہی نتیجہ ہوگا۔ ممکن ہے۔ کوئی کہے۔ کہ یہ

تفسیر کا معمولی اختلاف

ہے۔ لیکن یہ معمولی نہیں۔ بلکہ ایسا اختلاف ہے۔ جو ہمارا ستیاناس کر دیگا۔ اور ساتھ ہی دوسرے کا بھی۔ ایک طرف تو مخالفوں کے سامنے ہماری آنکھیں نیچی ہونگی۔ کہ جس مامور کو ہم نے مانا۔ اس کے معجزات دوسروں سے کم درجہ کے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات میں تھوڑا تھوڑا مبالغہ شروع ہو جائیگا جس طرح کا ایک واقعہ میں نے ابھی سنایا ہے۔ جب اس شخص نے یہ بات کہی۔ تو میں نے اسے پکڑا۔ اور اردو میں کہا۔ تم نے غلط بیانی کی ہے۔ میں اس عرب کو بتاتا ہوں۔ کہ تم نے کس قدر غلط بیانی کی ہے وہ ہاتھ جوڑنے لگا۔ کہ مجھے شرمندہ نہ کرو۔ لیکن میں نے اس عرب کو بتا دیا۔ کہ انہیں غلطی لگ گئی ہے۔ اصل واقعہ اس طرح ہوا تھا۔ اگر اس

مبالغہ کی اصلاح

نہ کی جاتی۔ تو یہ اور آگے بڑھتا۔ اگر وہ عرب احمدی ہو جاتا۔ یا یونہی کسی اور سے اسے بیان کرتا۔ تو آہستہ آہستہ یہ واقعہ اس طرح مشہور ہو جاتا۔ کہ اسے مارنے کے لئے زمین سے بھی فرشتے نکل آئے۔ اور آسمان سے بھی۔ اور دیواروں سے بھی۔ ایسے مبالغے اس طرح بڑھنے شروع ہوتے ہیں۔ جس کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ایک صاحب یہاں آئے انہیں اہی صاحب نے جن کے درس کے متعلق میں یہ بیان کر رہا ہوں تبلیغ شروع کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سنائے۔ تو وہ بولے۔ یہ کیا معجزے ہیں۔ معجزہ تو یہ ہے۔ کہ

مکہ میں تربوز

ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہاں ریت ہی ریت ہے۔ جس میں تربوز پیدا ہی نہیں ہو سکتے۔ انہیں اتنا بھی معلوم نہ تھا۔ کہ تربوز دراصل ہوتا ہی ریتلی زمین میں ہے۔ وہاں ان کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مکہ کے لوگ اپنے گدھے ساتھ لیکر طائف آتے ہیں۔ اور یہاں سے کنکر بھر کر لے جاتے ہیں۔ اور وہاں جاکر جب انہیں کھولتے ہیں۔ تو تربوز نکل آتے ہیں تو یہ طریق تفسیر کا اختلاف نہیں۔ بلکہ

سلسلہ کی روح سے اختلاف

ہے۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ جماعت کے کمزور طبع لوگ

ایک نیا مذہب

بنالیں۔ خصوصاً عورتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ رفع لنا الصخرۃ۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ چلتے چلتے پہاڑی کے نیچے پہونچ گئے۔ لیکن اگر اس کے معنے یہ کئے جائیں۔ کہ پہاڑی کو چوٹی سے پکڑ کر سر پر رکھدیا گیا۔ تو کمزور طبع مرد اور عورتیں یہی ٹھیک سمجھیں گی۔ انہیں کہاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ محاورۂ عرب میں اس کے معنی کیا ہیں۔ اور سنت اللہ کیا ہے۔ اگر ایسی باتوں کو رواج دیدیا گیا۔ تو جاہل لوگ ایسا ہی سمجھنے لگ جائیں گے۔ کیونکہ قرآن کی مختلف آیات کا آپس میں تعلق۔ سنت الٰہی۔ مختلف تفاسیر اور عربی محاورات کو یاد رکھنا ان کے لئے اتنا آسان نہیں۔ جتنا اس قسم کی بات کہ پہاڑ کو اٹھایا اور سر پر رکھدیا۔ لیکن اس کا نتیجہ سخت خطرناک ہوگا۔

پھر ان معانی کو

قرآن کریم بھی فرماتا ہے

چنانچہ فرمایا۔ ثم تولیتم من بعد ذالک۔ اب کوئی شخص پ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ

اتنا بڑا نشان

دیکھکر بھی انکار کیا جا سکتا ہے۔ سورج کا انکار کوئی نہیں کرتا۔ معجزات میں ایک مخفی پہلو ہوتا ہے۔ جسے بعض اتفاق کہدیتے ہیں۔ اور اس طرح انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر طور اٹھکر سر پر آ جائے۔ تو اسے اتفاق نہیں کہا جا سکتا۔ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی اسے اتفاق نہیں کہیگا۔ کنکر مٹھی میں لیکر پھینکنے پر آندھی آ جانے کو تو بہانہ جو طبایع اتفاق کہہ سکتی ہیں۔ اور شبہ پیدا کر سکتی ہیں۔ کہ ممکن ہے۔ پہلے ہی آندھی آ رہی ہو۔ لیکن پہاڑ کو اٹھا کر رکھدینے میں شبہ کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے ایسی حالت میں تو کوئی شخص انکار کر ہی نہیں سکتا۔ سب کے سب مان جائینگے۔ لیکن یہ ایمان کوئی ایمان نہیں۔ ایمان وہی ہوتا ہے۔ جو غیب سے تعلق رکھتا ہے۔

مومن کا ایمان

غیب سے اوپر نہیں ہوتا۔ ایمان بالشہود۔ صدیق اور شہید کے مقام پر پہونچ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام سے نیچے ایمان بالغیب ہی ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو لوگ تھے۔ ان میں سے تو بعض منافق بلکہ کافر بھی تھے۔ ان کے لئے تو یہ نشان بالکل ہی عجیب تھا۔ لیکن قرآن میں ان کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ معنے بالکل غلط ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قالوا سمعنا وعصینا۔ یعنی جب ہم نے ان سے عہد لیا۔ کہ اس چیز کو جو ہم نے تمہیں دی ہے۔ مضبوطی سے پکڑو۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم نے اسے سن تو لیا ہے۔ مگر مانینگے نہیں۔ اب کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ طور پہاڑ سر پر معلق ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہو۔ کہ مان جاؤ۔ ورنہ ابھی تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائیگا۔ مگر وہ کہہ سکتے ہوں۔ کہ ہم نہیں مانینگے۔ ان کی تو یہ حالت تھی۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے پر انہوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی تھی۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے۔ تو انہیں دیکھکر ان کی جان نکلی جا رہی تھی۔ ان میں یہ ہمت کہاں تھی۔ کہ سر پر پہاڑ گرتا دیکھکر کہہ سکیں۔ ہم نہیں مانتے۔ یہ ان معنوں کے غلط ہونے کے لئے

قرآن کریم کی شہادت

ہے۔ دوسری شہادت بائیبل کی ہے۔ اور وہ یہ کہ

بائیبل میں

صرف یہ ذکر ہے۔ کہ وہ پہاڑ کے نیچے آ کھڑے ہوئے (خروج ۱۹) بائیبل کا معجزات بیان کرنے میں یہ حال ہے۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ نے کسی کو ایک روٹی دی ہو۔ تو وہ روٹیوں کا پہاڑ بیان کرتی ہے۔ اگر ایک بیمار کو اچھا کیا ہو۔ تو وہ بتائیگی۔ کہ ایک قبرستان کے تمام مردوں کو زندہ کر دیا۔ پس ایسی کتاب جو چوہیا کا ہاتھی بیان کرنے کی عادی ہے۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اتنے بڑے معجزہ کو چھوڑ جاتی۔

بائیبل میں مبالغات

بہت ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے متعلق وھم الوف آتا ہے۔ لیکن وہ لاکھوں بیان کرتی ہے۔ پھر کئی کئی سو سال سے کم عمر کسی نبی کی بیان نہیں کرتی۔ اگر تو یہ بات قرآن کریم میں چھوٹی ہوتی اور بائیبل میں بڑی۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ قرآن کریم نے اصل واقعہ بیان کیا ہے۔ اور بائیبل نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم مان لیں۔ قرآن کریم میں زیادہ بڑھا کر بیان کیا گیا۔ مگر بائیبل نے کم بیان کیا۔ اس کی تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر حضرت موسیٰ کے نشان کے طور پر خدا تعالیٰ ایک معمولی سی چٹان اٹھا کر لوگوں کے سر پر رکھدیتا۔ تو بائیبل یہی بتاتی۔ کہ ہمالیہ اٹھا کر رکھدیا گیا تھا۔ مگر وہاں صرف یہ بیان ہے۔ کہ وہ لوگ گئے۔ اور پہاڑ کے دامن میں جا کھڑے ہوئے۔ پھر زلزلہ آیا۔ اور پہاڑ ہل گیا۔ بائیبل میں تو صرف یہی ذکر ہے۔ ہاں جس طرح مسلمانوں میں عجیب و غریب باتیں حدیثوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح ان کے ہاں بھی ایسی روایات ہیں۔ مگر وہ یروشلم کی تباہی بلکہ حضرت سلیمان کی بعثت کے بھی بعد بنائی گئی ہیں۔ ایسی روایات

میں سے ایک میں اس قسم کا ذکر ہے۔ لیکن توریت میں قطعًا نہیں۔ پس توریت میں مبالغہ تو ہم تسلیم کر سکتے ہیں۔ لیکن متقاصرہ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ

تاریخی طور پر

بھی یہ معنے غلط ہیں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق بعض لوگ قرآن کریم سے استنباط کرتے ہیں۔ کہ وہ مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ لیکن وہی الفاظ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی موجود ہیں۔ مگر وہاں وہ معنے نہیں کرتے اسی طرح

رفع کا لفظ

ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ ہم نے مدینہ کے مکانوں کی نسبت حکم دیا تھا۔ کہ وہ اٹھائے جائیں۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ معلق ہو گئے تھے۔ حالانکہ فی بیوتٍ اذن اللہ ان ترفع کے الفاظ صاف موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس لفظ کی وجہ سے طُور تو اٹھایا جائے۔ لیکن مدینہ کے مکانوں کے متعلق یہ معنے نہ کئے جائیں۔ بات یہ ہے۔ کہ

رفع کے معنے

ضروری طور پر اوپر اُٹھانا ہی نہیں۔ بلکہ یہ محاورہ ہے۔ جو پاس ہی اونچی چیز نظر آنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان دور ہو۔ تو چیز نیچی نظر آتی ہے۔ لیکن قریب پہنچنے پر اونچی دکھائی دیتی ہے۔ پس یہ عربی کا محاورہ ہے۔ جس کے معنے اونچی چیز کے نیچے جانے کے ہیں۔ اور قرآن کریم اور بخاری میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

اس قسم کی باتیں رخنہ ڈالنے والی ہوتی ہیں۔ اور اس

تعلیم اور روح کے سراسر خلاف

ہیں۔ جس کے ذریعہ سے ہم نے باطل کا سر کچلنا ہے۔ اس لئے یہ قطعًا برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ کہ ایسی باتیں جماعت کے اندر داخل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ روح کو مٹا دیا جائے۔ بھلا سوچو تو سہی طور سر پر رکھدینے کا واقعہ بیان کرنے سے کسی کے ایمان میں کیا اضافہ ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے سینکڑوں ہزاروں آدمی ایسے موجود ہیں۔ جن سے

خدا تعالیٰ نے کلام کیا

پرانے واقعات خواہ کیسے ہوں۔

تازہ الہام

کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ واقعی پہاڑ اُٹھا کر رکھدیا گیا تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ ہندوؤں کی ان باتوں کا انکار کیا جائے۔ جو وہ اپنے بزرگوں کی کرامات کے طور پر بیان کیا کرتے ہیں۔ خصوصًا اس صورت میں کہ جب ہم قرآن کریم کے رُو سے مانتے ہیں۔ کہ ان کے ہاں بھی انبیاء گزرے ہیں۔

ان کے ہاں مشہور ہے۔ کہ نیل کنٹھ جو ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ اسے بھوک لگی۔ تو اس کی ماں نے اسے کہا۔ جا کر پیٹ بھر آ۔ لیکن کسی براہمن کو نہ کھانا۔ وہ گیا۔ راستہ میں اسے جانوروں کا ایک بہت بڑا گلہ نظر آیا۔ اسے وہ چٹ کر گیا۔ پھر ایک گاؤں میں برات آئی ہوئی تھی۔ سب براتیوں کو کھا گیا۔ پھر پیاس لگی۔ تو ایک دریا پی لیا۔ باوجود اس کے اسے شکایت ہی رہی۔ کہ پیٹ نہیں بھرا۔ اب پہاڑ سر پر رکھ دینے کو صحیح مانا جائے۔ تو اس کے انکار کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سنت

ہے۔ کہ وہ جیسے معجزے دکھاتا ہے۔ ان کی مثال زندہ رکھتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ہمیشہ اپنا کلام اس لئے نازل کرتا ہے۔ تا لوگ انکار نہ کر دیں۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ

موسٰے کے عصا کا نشان

اب کہاں ہے۔ تو اسے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ نشان یہی تھا۔ کہ سونٹے کا سانپ بن گیا۔ مگر ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بغیر سونٹے کے سانپ دکھایا۔ آتھم نے خود کہا۔ کہ مرزا صاحب نے میرے لئے سانپ چھوڑ رکھے ہیں گویا منکر اقرار کرتا ہے۔ غرض سابقہ انبیاء کا کوئی ایسا معجزہ نہیں۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں نہ دکھایا ہو۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے۔ اس لئے

تمام انبیاء کے معجزات

بھی آپؑ کی ذات میں خدا تعالےٰ نے دکھائے۔ ہماری جماعت کے جن لوگوں نے اس بارے میں غور نہیں کیا۔ وہ جھوٹی حکایتوں کی طرف جاتے ہیں۔ یہ حکایتیں محض

ایک باطل چیز

ہیں۔ جنہیں جس قدر جلد کوڑے کرکٹ کی طرح پھینکدیا جائے اچھا ہوگا۔ چہ جائیکہ انہیں آسمانی کتاب میں داخل کیا جائے اگر ان باتوں کی کوئی حقیقت ہوتی۔ تو یقینًا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایسے معجزات دکھلاتے۔ کوئی شخص کسی نبی کا کوئی ایسا معجزہ بتائے۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نہ ملتا ہو۔ جس طرح ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ کوئی ایسی سچی تعلیم جس پر آج عمل ضروری ہے۔ خواہ وہ کسی کتاب میں ہو۔ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ کوئی معجزہ ایسا نہیں۔ خواہ وہ کسی نبی نے دکھایا ہو۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نہ ملتا ہو۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کے

ظِل اور تابع

تھے۔ اس لئے ہر وہ معجزہ جو کسی نبی نے دکھایا۔ وہ آپؑ نے بھی دکھایا۔ اس موقعہ پر میں ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ لاہور کے ایک ہندو کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتابیں بھیجا کرتے تھے۔ اس سے احمدیوں نے پوچھا۔ کہ تمہیں کتابیں کیوں بھیجتے ہیں۔ اس نے بتایا۔ مجھے آپؑ سے بہت عقیدت ہے۔ جس کی بنا ایک واقعہ ہے۔ میں

علم مسمریزم کا بڑا ماہر

ہوں۔ میں اگر کسی پر عمل کروں۔ تو وہ ایسا زیر اثر ہو جاتا ہے۔ کہ میں جو چاہوں۔ اس سے کام کراؤں۔ مجھے ایک برات کے ساتھ قادیان کے قریب ایک گاؤں میں جانا پڑا۔ شرارت جو سُوجھی۔ تو میں نے خیال کیا۔ قادیان جا کر مرزا صاحب پر توجہ ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ وہ مریدوں کے سامنے ہی ایسی حرکات شروع کر دیں۔ جن سے ان کی خفت ہو۔ اس نے مسجد مبارک کا نقشہ بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ جب میں گیا۔ مرزا صاحب شہ نشین پر بیٹھے تھے۔ میں نے ذرا پیچھے بیٹھ کر توجہ شروع کی۔ مگر ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ بھی مقابلہ کر رہے ہیں۔ پھر میں نے اور زیادہ توجہ کی۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر میں نے سارا زور لگانا شروع کیا۔ اور سمجھا کہ اب ضرور میں آپؑ کو زیر کر لوں گا۔ لیکن عین اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ آپؑ کے

دائیں بائیں دو شیر

ہیں۔ جو مجھ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں ایسا گھبرایا۔ کہ مجھے یہ بھی خیال نہ رہا۔ یہاں شیر کہاں آ سکتے ہیں۔ اور فورًا اُٹھ کر بھاگا۔ حتٰے کہ جوتیاں بھی نہ پہن سکا۔ اور ہاتھ میں ہی لے کر بھاگ نکلا۔ میرے جانے کے بعد مرزا صاحب کو خیال آیا۔ تو آپؑ نے کہا۔ کون یہاں سے اُٹھ کر گیا ہے۔ اسے بلاؤ۔ چنانچہ دو تین آدمی میرے پیچھے مجھے لینے کے لئے آئے۔ لیکن میں نے انہیں یہی جواب دیا۔ کہ اس وقت میرے حواس بجا نہیں۔ پھر کبھی حاضر ہوں گا۔ اور فورًا چلا آیا۔ وہ شخص اکونٹنٹ تھا۔ لاہور جا کر اس نے یہ سارا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خود لکھا۔ اور ساتھ لکھا۔ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپؑ

اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں

ہیں۔ میں اگرچہ ہندو ہوں۔ لیکن آپؑ کو اللہ تعالیٰ کا اوتار مانتا ہوں۔ آپ اپنی تصانیف مجھے عنایت کیا کریں۔

غور کرو۔ یہ سونٹے کے سانپ بن جانے سے کہیں بڑھکر معجزہ ہے یا نہیں۔ پس ہمارے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس تعلیم کے مغز کو حاصل کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی ہے۔ اور

اس تعلیم کی روشنی میں قرآن کریم کو پڑھیں۔ لیکن اگر ایسے ہی معنے شروع کر دیں۔ جیسے اس درس میں بیچ گئے۔ تو ممکن ہے۔ بعض لوگوں کو ایک حد تک خوش کر سکیں۔ لیکن اس مینار کی بنیادوں کو جو خدا نے اس زمانہ میں کھڑا کیا ہے۔ متزلزل کر دینے والے ہونگے۔

ہر احمدی کو چاہیئے

کہ اس اصل کو نہ چھوڑے۔ جو خدا کے مامور نے قائم کیا ہے۔ ایک نوجوان مولوی جو دہلی میں پڑھتے تھے۔ اور شاید دیوبند میں بھی پڑھتے رہے ہیں۔ وہ یہاں مدتوں تحقیقات کے لئے آتے رہے۔ اور پھر احمدی ہو گئے۔ پچھلے دنوں جب میری وفات کی خبر مشہور ہوئی۔ تو یہاں آئے۔ غالباً مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی اور مولوی نے ان سے دریافت کیا۔ تم کیا دیکھ کر احمدی ہوئے ہو۔ وہ سناتے تھے۔ میں نے کہا۔ تم لوگ ساری عمر علم حاصل کرنے میں گذار دیتے ہو۔ مگر قرآن کریم اور حدیث کو نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدیہ سکول قائم کیا۔ جس کا ایک چھوٹی جماعت کا لڑکا تمہارا ناطقہ بند کر سکتا ہے۔ یہ علم احمدیوں کے بچوں تک کو کہاں سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل ہی ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ ہم

اس رنگ میں رنگین

ہونے کی کوشش کریں۔ اور خود نئے راستے نہ نکالیں۔ راستہ وہی درست ہوتا ہے۔ جو مامور من اللہ بتاتے ہیں۔ اور وہی اس بات کے اہل ہوتے ہیں۔ اور کسی کا یہ حق نہیں۔

پنجابی میں ایک مثل

ہے۔ کہ گھروں میں آواں تے سنیہے توں دیویں۔ یعنے گھر سے تو میں آ رہا ہوں۔ اور گھر کے پیغامات تم دے رہے ہو۔ وہ لوگ خدا کے پاس سے آتے ہیں۔ اب اگر ہم ایک مامور کی تعلیم کی پرواہ نہ کریں۔ اور بیان کرنے لگ جائیں۔ کہ معجزے ایسے ہونے چاہئیں۔ تو یہی مثل ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تمہاری حدیثوں کی میرے قول کے مقابل میں کیا حقیقت ہے مسیح موعودؑ اگر ہزار احادیث کو بھی غلط قرار دے۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ وہ

خدا سے نور

حاصل کرتا ہے۔ اور احادیث انسانی روایات ہیں۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی اور بعض دیگر اولیاء اللہ نے

کئی احادیث سے انکار

کر دیا۔ اور کئی خود بیان کر دی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ یہ حدیث ہے۔ پھر آگے چلکر لکھ دیتے ہیں۔ میں نے خواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور آپؐ نے خود یہ حدیث مجھ سے بیان کی۔ اور یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

خدا کا علم

ہی سچا علم ہے۔ زید اور بکر تو جھوٹ بول سکتے ہیں لیکن خدا نہیں بول سکتا۔ اللہ تعالےٰ سے کچھ پوشیدہ نہیں سچ وہی ہے۔ جو خدا سناتا ہے۔ اولیاء اللہ کو کشف میں جو کچھ دکھایا جاتا ہے۔ وہ اسے دھڑلے سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ سے ہی حاصل کرتے تھے۔ اور جب دنیا مامور کے راستہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ تو پھر نیا مامور آتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ مامور سے بڑھ کر کوئی رحمت نہیں۔ لیکن

مامور کے آنے کی ضرورت

پیدا کرنے سے زیادہ کوئی زحمت بھی نہیں۔ مامور اسی وقت آتے ہیں۔ جب گمراہی پھیل جاتی ہے۔ مامور کا آنا سب سے بڑی رحمت ہے۔ لیکن اس کو لانا سب سے بڑی زحمت ہے۔ پس

برکت کا طریق

یہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے قائم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کو جو پہلے صحابیوں میں سے تھے۔ اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔ فتویٰ دینے سے روک دیا تھا۔ کہ آپ غلطی کر جاتے ہیں۔ اسی لحاظ سے یہ پسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ کہ یہاں درس وغیرہ

اجازت کے ماتحت

ہوتے ہیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ غلطی ہو جائے۔ یہاں ایسی تعلیم کے پھیلانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ جو سلسلہ کی روح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی پیش کردہ تعلیم کے مطابق ہو۔ دل میں کوئی شخص جو چاہے معنے کرے۔ مگر ایسے رنگ میں ان کا اظہار نہ کرے۔ کہ سمجھا جائے یہ

جماعت کا خیال

ہے۔ یہاں ایسے لوگ بھی آتے ہیں۔ جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب نہیں پڑھیں۔ اور ایسی باتوں سے ان کا دھوکہ کھا جانا ممکن ہے۔ فرض کر لو۔ واقعی یہاڑ سر پر کھڑا کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کا اظہار نہ کیا جائے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ مگر اس کے بیان کرنے سے چونکہ جماعت کے اندر

تفرقہ اور شقاق

پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ اس لئے یہ بہت خطرناک ہے۔ مجھے بعض دوستوں نے

کانگریس کے متعلق سوالات

لکھکر بھیجے ہیں۔ پچھلے دو جمعوں میں تو میں بوجہ بیماری آ ہی نہیں سکا۔ اور آج اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری تھا۔ اسلئے اگر ممکن ہوا۔ تو آیندہ جمعہ میں یا پھر تحریراً ان کا جواب دونگا۔

ایڈیٹر نور افشاں سے گذارش

چونکہ کچھ مدت سے ہماری مخالفت میں آپ نے غیر شریفانہ اور عامیانہ انداز سے اعتراض کرنیکا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا آپ سے مستدعی ہوں۔ کہ آپ یہ انداز بکلی ترک کر دیں۔ ہاں آپ کو ہم سے جو مذہبی اختلاف ہے۔ اسے اصولاً طے کریں۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اصولی طور پر جن مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں۔ (مثلاً (۱) حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کون تھے۔ (۲) وعدہ برکات سماوی آیا حضرت اسحاق سے مخصوص ہے۔ یا کہ حضرت اسماعیل سے بھی۔ (۳) موجودہ بائبل کی پیشگوئیوں کی رو سے "وہ نبی" کون ہے۔ جس کے انتظار میں تمام بنی اسرائیل چشم براہ تھے۔ اور بروئے اعمال باب ۳ مسیح ناصری بھی تمثیلی طور پر نہیں آ سکتے۔ جب تک کہ حضرت موسےٰؑ کی پیشگوئی پوری نہ ہو۔ (۴) قرآن کریم کامل و الہامی کتاب ہے۔ (۵) موجودہ بائبل محرف و مبدل ہے۔ (۶) مسیحیت عالمگیر مذہب ہے یا نہیں؟ (۷) قرآن عالمگیر کتاب ہے یا نہیں۔ (۸) حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ ہیں؟ وغیرہ) ان کی ترتیب طبعی کے ماتحت یکے بعد دیگرے ہر ایک مسئلہ پر تحریری طور سے آپ احمدیوں سے تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ میں نے ۲۵ء میں بھی "الفضل" کے ذریعہ تمام مسیحیوں بالخصوص پادری عبد الحق صاحب سے استدعا کی تھی۔ کہ وہ کمر ہمت باندھیں۔ اور اخبارات کے ذریعہ اصولی اختلاف طے کر لیں۔ لیکن صدائے برنخواست۔ اب پھر آپ نے وہ پرانی روش اختیار کر لی ہے۔ اس لئے میں آپ کو صحیح اور انسب طریق کی طرف رہبری کرتا ہوا نیز یہ بھی جتائے دیتا ہوں۔ کہ شیشہ کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگ باری کرنا ہرگز دانشمندی نہیں۔ اگر بالمقابل آپ کو سمجھانے کے لئے آپ کی جاری کردہ روش کو ڈیفنس کے طور پر استعمال کیا جائے۔ تو کیا آپ اسے برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں۔ تو ظاہر کر دیں۔ تا پھر آپ کو شکایت کا موقعہ نہ ہے۔ (خاکسار۔ غلام احمد مجاہد)

قابل امداد بھائی

ایک احمدی دوست جن کے رشتہ دار انکی احمدیت کی وجہ سے مخالف ہو گئے ہیں اور انکی پرورش چھوڑ دی ہے سخت تکلیف میں ہیں۔ انکی ایک بیوی ایک بچہ اور ایک والدہ ہیں۔ جن کا خرچ انہیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی صاحب [illegible]

باجلاس میاں عبد المجید خانصاحب عدالتی بہادر ڈہلواں

رلا سنگھ ولد جوالا سنگھ جٹ ساکن پنڈال بذریعہ دنتر کارکن بہادر سنگھ ولد رلا سنگھ فرزند خود۔ مدعیان۔

بنام

سوارن سنگھ ولد فوجہ سنگھ جٹ ساکن لکھن کے پڈہ تحصیل ہوشیارپور مدعا علیہ

دعویٰ العالبہ ۱۸۴ بروپرونوٹ

چونکہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ حاضری سے گریز کرتا ہے اس لئے تاریخ پیشی ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۲ جولائی سن ۱۹۳۶ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ کی جاوے گی۔ ۲۔۵۔ ۱۹۳۶ء

دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

——— شملہ ۲۸ جون۔ گزٹ آف انڈیا کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ صوبہ دہلی میں خلاف قانون ترغیبات کے آرڈیننس کا نفاذ کر دیا گیا ہے ؛

——— لاہور ۲۹ جون۔ گذشتہ شب ملک لال خان کو دہلی دروازہ لاہور کے ستیہ گرہ کیمپ میں گرفتار کر لیا گیا ؛

——— شملہ ۲۸ جون۔ آج وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک اور اجلاس ہوا۔ اجلاسوں کا یہ سلسلہ سائمن رپورٹ پر ابتدائی مباحثات کی غرض سے قائم ہے۔ صوبجاتی حکومتوں کو لکھا گیا ہے۔ کہ وہ صوبجاتی امور کے متعلق اس پر غور کر کے رپورٹیں بھیجیں۔ حکومت ہند اس پر آخری بحث ماہ ستمبر کے وسط میں کریگی۔ اور اپنے نتائج قلمبند کر کے گول میز کانفرنس میں استعمال کے لئے حکومت برطانیہ کے پاس بھیج دیگی۔

——— دہلی ۲۸ جون۔ ملک کی اور خصوصاً صوبہ سرحد کی موجودہ حالت اور سائمن رپورٹ پر غور کرنے کے لئے مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۱۳ جولائی کو بمقام شملہ طلب کیا گیا ہے ؛

——— شملہ ۲۸ جون۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض قوم پرست ارکان اسمبلی آئندہ اجلاس اسمبلی میں شمال مغربی سرحدی صوبہ کی گذشتہ تین ماہ کی صورت حالات کے متعلق متعدد اہم سوالات کریں گے ؛

——— ڈھاکہ ۲۷ جون۔ تحقیقات فسادات کی سرکاری کمیٹی نے آج دس گواہوں کی شہادت قلمبند کی۔ سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بیان کیا۔ کہ ۲۴ مئی کو یوسف مارکیٹ میں دو دکانوں پر لوٹ مچائی گئی تھی۔ اور آگ بھی لگی ہوئی تھی مسلمان آگ بجھانے میں امداد کر رہے تھے ؛

——— لکھنؤ ۲۸ جون۔ راجہ صاحب سلیم پور نے مسلم رہنماؤں کی جو کانفرنس طلب کی ہے۔ آج اس کا اجلاس منعقد ہوا۔ یو۔پی کونسل کے متعدد ارکان بھی اس میں شریک تھے اگرچہ ابھی تک باقاعدہ طور پر کوئی قرارداد پیش نہیں ہوئی لیکن اکثر ارکان نے سائمن رپورٹ کے متعلق سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا ؛

——— بمبئی۔ حکومت ہند عنقریب مقامی حکومتوں کو اس مفہوم کا ایک گشتی مراسلہ روانہ کرنے والی ہے۔ کہ انہیں پریس آرڈیننس کے ماتحت جو اختیارات حاصل ہیں۔ ان کے استعمال میں محتاط رہیں ؛

——— مسٹر جواہر لال اجمیری نے ۷۴ سال کی عمر میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے ؛

——— سری نگر ۲۷ جون۔ گورنمنٹ بچہ کشی کو روکنے کے لئے ایک کمیٹی بہت جلد مقرر کرنے والی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہر اس راجپوت کو جو لڑکی پیدا کریگا۔ کچھ زمین دی جائے گی ؛

——— پشاور ۲۳ جون۔ مالیہ زمین کی ادائگی کے متعلق غزنی کے سلیمان خیلوں میں کچھ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ایجی ٹیشن کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کابل سے فوج روانہ کی گئی ہے۔

——— پشاور ۲۷ جون۔ نوشہرہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پرسوں ۹ بجے شب نمبر ۱۱ سکھ رجمنٹ کا ایک سپاہی جبکہ وہ سڑک پر سے گذر رہا تھا۔ گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ گولی ایک گورے سپاہی نے چلائی تھی۔ جس کا بیان ہے۔ کہ اس نے آواز دی تھی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے فائر کر دیا ؛

——— لدھیانہ ۲۸ جون۔ کل مخالفین کانگریس نے ایک مختصر سے جلوس میں جو یونین جیک کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا بازاروں میں سے گذرنا چاہا۔ جب اہل جلوس کوتوالی کے پاس سے گذرے۔ تو چند سپاہیوں نے اسے کانگریسی خیال کر کے لاٹھیوں کے حملہ سے منتشر کر دیا جھنڈا پرزے پرزے کر دیا گیا۔ اور بانس چھین لیا گیا ؛

——— کراچی ۲۸ جون۔ یہاں کل دو باد بگولے آئے جن کے ساتھ رعد کی گرج اور بارش بھی شامل تھی۔ بارش ۱۷ انچ کے قریب ہوئی۔ کئی مکانات گر گئے۔ اور درخت جڑ سے اکھڑ کر گر پڑے۔ شہر کا ایک حصہ تمام رات برقی روشنی سے محروم رہا۔ آج صبح کو تمام بازار شکستہ مکانات وغیرہ کے ملبہ سے پٹے ہوئے تھے ؛

——— لاہور ۲۸ جون۔ پنجاب پراونشل ہندو سبھا کی دعوت پر اضلاع جالندھر۔ گوجرانوالہ۔ گجرات فیروز پور۔ حصار۔ امرتسر۔ اور لاہور کے ہندوؤں کا ایک جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر گوکل چند منعقد ہوا۔ سائمن کمیشن کی فوج کے متعلق سفارشات کی مذمت کیگئی۔ نیز اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا۔ کہ مرکزی مجلس قانون ساز کو کوئی اختیارات نہیں دیئے گئے۔ پنجاب کے ہندوؤں کی رائے کا اعادہ کیا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ فرقہ وار نیابت کا سلسلہ تمام ہندوستان سے مٹا دینا چاہئے۔ جلسہ کی رائے میں ہندوؤں کی اچھوت اقوام کے لئے نشستوں کی تخصیص کرنا شرارت انگیزی ہے۔ اور اس سے ہندوؤں میں افتراق پیدا ہوتا ہے ؛

——— لاہور ۲۹ جون۔ پولیس نے پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے دفتر کی تلاشی زیر دفعہ ۱۳۱ تعزیرات ہند (فوجوں میں بغاوت پھیلانے کے متعلق) لی۔ یہ مقدمہ ایبٹ آباد میں چل رہا ہے۔ ایک گھنٹہ کی تلاشی کے بعد پولیس ایک رسید بک لے گئی ؛

——— کلکتہ ۳۰ جون۔ اننتا سنگھ اشتہاری مجرم نے جسے چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر حملہ کرنیوالوں کے رہنماؤں میں سے بتایا جاتا ہے۔ ایلیسم روڈ کے خفیہ پولیس کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے ایک مختصر بیان میں کہا۔ کہ حملہ کے سلسلہ میں اب تک جو اشخاص گرفتار ہوئے ہیں۔ وہ بیگناہ ہیں ؛

——— کلکتہ ۲۸ جون۔ علیپور کے چار وکلا کو معطل کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ گاندھی جی کی گرفتاری کی وجہ سے ہڑتال کے دن عدالت سے غیر حاضر تھے ؛

——— شملہ ۲۸ جون۔ پچھلے دنوں وائسرائے کی خدمت میں چند اخبار نویسوں کا ایک ڈیپوٹیشن حاضر ہوا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے نے جواب دیا۔ کہ آرڈیننس واپس نہیں لیا جا سکتا۔ اور نہ ہی سنسر شپ ختم کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ اسے واپس لیا جائے۔ تو آپ کوشش کر کے پولیٹکل حالت کو ٹھیک کریں ؛

——— ناگپور ۲ جون۔ گورنمنٹ کی سخت گیری کی پالیسی کی مذمت کے طور پر مسٹر کھاپرڈے وائس پریزیڈنٹ کونسل نے استعفیٰ دیدیا ہے ؛

——— کپورتھلہ ۲۷ جون۔ اچھوت جاتیوں کی انجمن کے صدر کی درخواست پر وزیر اعظم ریاست نے ریاست کی اسمبلی میں اچھوتوں کی نمائندگی کے لئے ۳ نشستیں مقرر کر دی ہیں ؛

——— شملہ ۲۸ جون۔ پولیٹکل حلقوں کی گفت و شنید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں سرکاری نمائندگی کے لئے مسٹر ہیگ آئی۔ سی۔ ایس۔ سرکردہ نمائندے ہونگے۔ ان کی مدد کے لئے دو سیکرٹری مسٹر لیوس آئی۔ سی۔ ایس، دفتر اصلاحات۔ اور مسٹر [illegible] سپیشل افسر سرحد محکمہ F. & P. مقرر ہونگے۔ کانفرنس کے ڈیلیگیشن کے تین غیر سرکاری سیکرٹری ہونگے۔ جن میں سے ایک سر جعفری کا بٹ آئی۔ سی۔ ایس۔ جو کیپ ٹاؤن ڈیلیگیشن کے ڈپٹی لیڈر تھے دوسرے مسٹر سیجپال جو کئی ایک بحری کمیشنوں کے فرائض ادا کر چکے ہیں۔ تیسرے مسٹر لطیفی آئی۔ سی۔ ایس جو پہلے ہی جنیوا میں کانفرنس میں موجود ہیں ؛

——— لاہور ۲۹ جون۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزمان نے موجودہ ٹریبونل کے سامنے آنے سے اس

وجہ سے انکار کر دیا ہے۔ کہ جسٹس ہلٹن اس پہلی ٹربیونل کے ایک ممبر تھے۔ جس کے سامنے پولیس نے ملزمان کو زدوکوب کیا تھا۔ سنا جا رہا ہے۔ کہ اس ٹربیونل میں ۱۵ر جولائی کے بعد پھر تبدیلی کی جائیگی۔

——— الہ آباد۔ ۲۹ر جون۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ختم ہو گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کمیٹی اپنے پروگرام کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

——— سری نگر۔ ۲۸ر جون۔ راولپنڈی۔ کوہالہ اور کشمیر روڈ بالکل کھل گئی ہے۔ اب پہلی بندشیں نہیں رہیں۔

——— اس سال چند ہندوستانی نوجوان کھیل کود کے مقابلوں کے لئے جاپان بھیجے گئے تھے۔ وہاں دنیا کے تمام ممالک کے کھلاڑی آئے تھے۔ ہر ملک کے کھلاڑی گراؤنڈ میں اپنے ملکی جھنڈے تلے کھڑے ہوتے ہیں ہندوستانیوں نے بھی قومی جھنڈا بلند کیا۔ برٹش سفیر نے اس پر اعتراض کیا۔ اور یونین جیک لگانے پر اصرار کیا۔ لیکن ہندوستانیوں نے فیصلہ کیا۔ کہ اگر قومی جھنڈا اکھاڑ دیا گیا۔ تو وہ بغیر جھنڈے کے ہی شامل ہونگے۔

——— شملہ۔ ۳۰ر جون۔ گورنمنٹ ہند نے مندرجہ ذیل اعلان جاری کیا ہے۔ "یو۔ پی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کے ساتھ گہرے مشورہ کے بعد آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کو زیر دفعہ ۱۶ کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت خلاف قانون قرار دیا ہے۔

——— گورنمنٹ نے کانگریس ورکنگ کمیٹی کو مجمع خلاف قانون قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف جو الزام لگائے ہیں۔ وہ موٹے موٹے یہ ہیں:۔ (۱) مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے بعد سول نافرمانی کی تحریک ہاتھ میں لی۔ (۲) قانون توڑنے کی سپرٹ کی حمایت کی۔ (۳) ایک ریزولیوشن میں فوج اور پولیس کو اپنا فرض ادا نہ کرنے کی ترغیب دی۔ (۴) پکٹنگ جاری کرنے کے خلاف قانون ترغیب کی مرتکب ہوئی۔ (۵) اس کی تحریک کی وجہ سے مدنا پور میں پولیس سب انسپکٹر قتل ہوا۔ (۶) کانگریس نے سرحد میں غیر قبائل کو برٹش ہند پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔

——— الہ آباد۔ ۳۰ر جون۔ ورکنگ کمیٹی کو مجمع خلاف قانون قرار دیئے جانے کے بعد پولیس نے پنڈت موتی لال نہرو پریزیڈنٹ اور ڈاکٹر سید محمود سیکرٹری کو گرفتار کر لیا۔ اور انہیں نینی جیل میں لے گئی۔ ان کے بعد ان کے کمروں کی تلاشی ہوئی۔ اور ورکنگ کمیٹی کے دفاتر کے دروازوں کو تالے لگا کر ان پر مہریں ثبت کر دی گئیں۔

——— شملہ۔ ۳۰ر جون۔ مہاراجہ پٹیالہ کی رہنمائی میں سکھوں کا ایک وفد وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور سکھوں کی وفاداری اور خدمات تاج برطانیہ کا حوالہ دیتے ہوئے گوردوارہ سیس گنج کے متعلق اپنے مطالبات پیش کئے اور درخواست کی۔ کہ سکھوں کے مقدس مقامات کا احترام کیا جائے۔ لندن کانفرنس میں سکھوں کو کافی نیابت دی جائے۔ وائسرائے نے سکھوں کی وفاداری کی تعریف کی سیس گنج گوردوارہ کے حادثہ کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ حکومت برطانیہ تمام قوموں کے مقدس مقامات کا ہمیشہ احترام کرتی آئی ہے لیکن ان اقوام کو بھی چاہئے۔ کہ اپنے مقدس مقامات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔ میں حکومت کو ہدایت کرنے والا ہوں کہ اس گوردوارہ کو پچیس ہزار روپے کی گرانٹ دی جائے۔ سیاسی معاملات کے متعلق وائسرائے نے کہا۔ کہ ان مسائل کا تصفیہ لندن کانفرنس میں کیا جائیگا۔

——— شملہ۔ ۳۰ر جون۔ سرکاری اعلان ہو گیا ہے۔ کہ یکم جولائی سے شولاپور سے مارشل لاء کا نفاذ واپس لے لیا گیا ہے۔ اور صوبجات متحدہ میں تخویف مجرمانہ کا آرڈی نینس نافذ کر دیا گیا ہے۔

——— شملہ۔ ۳۰ر جون۔ اسمبلی کی صدارت کا سوال اسمبلی کے پہلے ہی اجلاس میں پیش ہوگا۔ مولوی محمد یعقوب صاحب وائس پریزیڈنٹ کو تمام مسلمان ممبر ووٹ دینگے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے بھی ان کی حمایت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

——— شملہ۔ ۲۹ر جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آنریبل میاں سر فضل حسین شملہ سے صوبہ سرحد کے مختصر دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔

——— الہ آباد۔ ۳۰ر جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو نے اپنی گرفتاری کے بعد سردار ولبھ بھائی پٹیل کو انڈین نیشنل کانگریس کا صدر اور ڈکٹیٹر مقرر کیا ہے۔

——— لاہور۔ ۳۰ر جون۔ آجکل لاہور میں "سنٹرل پنجاب ڈکیتی کیس" (مرکزی پنجاب کی ڈکیتیوں کا مقدمہ) زیر سماعت ہے۔ اس مقدمہ میں کل ۴۴ ملزموں کا چالان ہو چکا ہے اور سات ملزم ابھی روپوش ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اضلاع گوردا سپور، فیروزپور، منٹگمری، امرتسر اور لاہور کے بعض اشخاص نے ایک زبردست جتھہ بنا رکھا تھا۔ جو مختلف مقامات میں ڈاکے ڈالتا رہا۔ اس گروہ کے خلاف بارہ ڈاکوؤں کے مقدمات چلائے گئے ہیں۔ جن میں انہوں نے تقریباً ایک لاکھ روپے کا نقد و جنس لوٹا۔ آٹھ مقدمات میں ملزمین سیشن سپرد کر دیئے گئے۔ چار مقدمات ماتحت عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ اس وقت تک ساڑھے چار سو گواہوں کی شہادتیں قلمبند ہو چکی ہیں۔ ملزموں سے بہت سی رائفلیں، بندوقیں، پستول۔ اور چھریاں وغیرہ مہلک اسلحہ برآمد کئے گئے۔

——— پشاور۔ ۲۹ر جون۔ جمعہ کو باغ میں تیراہ کے آفریدیوں

ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۲۸ر جون۔ سہ شنبہ کی رات کو وزیر اعظم مسٹر ویجووڈ بین اور دوسری جماعتوں کے رہنماؤں میں مسئلہ ہند کے متعلق ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں آئندہ ہونے والے اعلان کی شرائط پر متفقہ فیصلہ ہو گیا۔ کانفرنس کے باہر جو بہت افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس اعلان کی اہم شرط یہ ہوگی۔ کہ گول میز کانفرنس کامل طور پر آزاد ہوگی اور اس کے حدود اختیارات پر کوئی پابندی عاید نہیں کی جائیگی۔ اور وزارت اخلاقی طور پر پابند ہوگی۔ کہ کانفرنس کی اکثریت کے فیصلہ کی حمایت کرے۔

——— بیونس آئیرس۔ ۲۷ر جون۔ بولیویا میں انقلابی تحریک نے خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ فوج نے حکومت توڑ ڈالی ہے۔ اور پریزیڈنٹ ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔

——— جاپانی شاہزادے ٹکاسٹھو کے لندن آنے پر ملک معظم اور شاہ جاپان کے درمیان دوستانہ برقی پیغامات کا تبادلہ ہوا۔

——— لندن۔ ۲۴ر جون۔ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں برطانیہ کے بیروزگاروں کی تعداد میں ایک لاکھ دس ہزار کا اضافہ ہو گیا۔ اب ان کی مجموعی تعداد اٹھارہ لاکھ پچاسی ہزار تین سو ہو گئی۔

——— رگبی۔ ۲۴ر جون۔ کل رات شاہ ہسپانیہ بطور پرائیویٹ لندن کے وکٹوریہ اسٹیشن پر وارد ہوئے۔ ملک معظم کی طرف سے شاہزادہ ویلز نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

——— لندن۔ ۲۴ر جون۔ مسودہ قانون معادن زغال کے سلسلے میں دارالعوام اور دارالامرا میں مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ دارالامرا نے $\frac{۲۰}{۱۴}$ آراء سے اس مسودہ کی ایک دفعہ منسوخ کر دی۔ لیکن دارالعوام نے پھر اس دفعہ کو بحال کر دیا۔ اب پھر دارالامراء نے ۹۲ گھنٹے کے پانزدہ روزہ اجلاس میں ترمیم $\frac{۱۶۲}{۱۶}$ آراء سے منظور کی۔ لیکن دارالعوام نے اسے بھی مسترد کر دیا۔

——— یروشلم۔ ۲۶ر جون۔ یہودی ڈاکٹر الیش نے ایک یادداشت میں جمعیۃ الاقوام کے اس کمیشن کے روبرو جو مسئلہ دیوار گریہ کی تحقیقات پر متعین ہے۔ یہ یادداشت پیش کی ہے۔ کہ یہود مقدس مقامات کے قبضہ کا لالچ نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کا مطالبہ دیوار گریہ کے متعلق صرف اس قدر ہے۔ کہ ان کو مذہبی رسوم کے ادا کرنے کی اجازت دیدی جائے۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)